جنرل مرزا اسلم بیگ*

شمالی وزیرستان ....فوجی آپریشن

حکومت صبر و تحمل اور تدبر سے کام لے

حالیہ دنوں میں اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کی شہ سرخیوں کے حوالے سے یہ مضمون لکھ رہا ہوں۔ ان شہ سرخیوں کے مطابق "مسلم لیگ (ن) کے ارکان پارلیمنٹ نے طالبان کے خلاف فوجی آپریشن کی شدید خواہش کا اظہار کیا ہے۔" مجھے یقین کامل ہے کہ شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن ملکی یکجہتی اور سلامتی کیلئے تباہ کن ثابت ہوگا۔ پختونوں کی تاریخ اور 2004ء میں جنوبی وزیرستان میں کئے جانے والے فوجی آپریشن کے نتائج کا تقاضا ہے کہ مسئلے کا حل فوجی آپریشن نہیں بلکہ سیاسی افہام و تفہیم ہے۔

ڈیورنڈ لائن 1893ء میں ہندوستان کے برطانوی حکمران اور افغانستان کے بادشاہ امیر عبدالرحمٰن خان کے دور میں کھینچی گئی تھی۔ اس کا مقصد پختون قوم کو تقسیم کرنا تھا لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا کیونکہ افغانستان کے بادشاہ کو حکمرانی کیلئے ڈیورنڈ لائن کے دونوں اطراف میں بسنے والے قبائل کی منظوری حاصل کرنا لازمی ہے۔ 1970ء کی دہائی میں سوویت یونین روس نے کابل میں اپنی من پسند حکومت قائم کی جسے مجاہدین کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور مجاہدین کے ساتوں قائدین کی مشترکہ جدوجہد سے اس حکومت اور روس کو ذلت آمیز شکست اٹھانا پڑی۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ مجاہدین کی کوششوں اور قربانیوں سے حاصل کی جانے والی فتح کے بعد انہیں کابل پر حکمرانی کا حق دیا جاتا لیکن ان کے ساتھ دھوکا کیا گیا اور یوں افغانستان کو خانہ جنگی میں دھکیل دیا گیا۔ اس خانہ جنگی کے دوران ملا عمر کی قیادت میں پختونوں کی مزاحمتی قوت ابھری جسے عرف عام میں 'طالبان' کہا جاتا ہے۔ اس قوت نے 1996ء سے 2001ء تک کے عرصے میں افغانستان کے بیشتر علاقوں پر کنٹرول حاصل کر لیا تھا اور یہی وہ وقت تھا جب امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان پر حملہ کیا اور اپنا تسلط قائم کر لیا۔

2003ء میں جلال الدین حقانی پاکستان کے دورے پر آئے تھے۔ مجھے ان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ دوران ملاقات انہوں نے مجھے بتایا کہ طالبان اور مجاہدین باہمی اتحاد سے قابض فوجوں کے خلاف مشترکہ جنگ کیلئے آمادہ ہو چکے ہیں۔ میں نے انہیں قائل کرنے کی کوشش کی کہ افغانستان میں قیام امن اور جمہوریت کے قیام کیلئے

---

* سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان؛ Email: friendsfoundation@live.co.uk

انہیں امریکی ایجنڈے کو قبول کر لینا چاہیئے کیونکہ افغانستان میں پختونوں کو اکثریت حاصل ہے جسے اس جمہوری نظام میں اقتدار اور حکمرانی کا حق مل جائے گا اور جنگ کی تباہ کاری کے بغیر مقاصد حاصل ہوں گے۔اس پر انہوں نے کوئی تبصرہ نہ کیا لیکن وعدہ کیا کہ وہ ملا عمر سے بات کر کے اس کا جواب دیں گے۔دو ماہ بعد مجھے ان کی جانب سے یہ جواب موصول ہوا:

’’ہم نے اپنی آزادی کے حصول کی خاطر آخری لمحے تک جنگ کا عزم کر رکھا ہے۔قابض فوجوں کا ایجنڈا قبول کرنا ہماری روایات‘ قومی اقدار اور نظریے کے خلاف ہے۔اگر اللہ نے چاہا تو ہم اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک کہ ہم اپنی آزادی حاصل نہ کر لیں‘ چاہے پاکستان ہمارا ساتھ نہ بھی دے۔‘‘

طالبان منظم ہوئے اور بارہ سال کی جنگ کے بعد ملا عمر کی زیر قیادت طالبان نے دنیا کی عظیم ترین طاقت کے خلاف جنگ جیت لی ہے اور جارح قوتیں پسپا ہو چکی ہیں۔اور اب کابل میں حکومت بنانے سے انہیں کوئی نہیں روک سکتا کیونکہ شمالی اتحاد اور کرزئی بھی ان کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔اس طرح طالبان کی یہ حکومت 1996-2001 میں قائم ہونے والی حکومت سے کہیں زیادہ مستحکم اور پر اعتماد ہوگی کیونکہ مجاہدین کی پہلی حکومت سات جماعتوں کے اتحاد پر مشتمل تھی جو سی آئی اے اور آئی ایس آئی کے زیر سایہ کام کر رہے تھے لیکن اب وہاں صرف ایک لیڈر ہے۔ملا عمر، جو اِن کے کمانڈر بھی ہیں اور لیڈر بھی۔اس کے علاوہ ایک اور بھی نمایاں فرق ہے کہ طالبان کے حریت پسندوں کی اکثریت ان نوجوانوں پر مشتمل ہے جو گزشتہ تین دہائیوں میں جنگ و جدل کے سائے میں پلے بڑھے ہیں اور انہیں زندگی کی کوئی آسائش میسر نہیں رہی ہے۔وہ صرف لڑنا جانتے ہیں جس کا انہیں کئی دہائیوں کا تجربہ ہے اور یہی نوجوان اس تحریک کے روح رواں ہیں۔

طالبان کو افغانستان کے تقریباً ۹۰ فیصد علاقوں پر کنٹرول حاصل ہے جہاں انہوں نے اپنی عملداری قائم کر رکھی ہے اور ان کا اپنا قانون رائج ہے۔پاکستان میں بسنے والے پچیس ملین پختونوں اور افغانستان کے سترہ ملین پختونوں کی اقدار و روایات مشترک ہیں۔افغانستان میں کسی بھی حکمران کیلئے ان دونوں فریقین کی رضامندی کے بغیر حکومت قائم کرنا ناممکن ہے۔اب ان کا اثر و رسوخ اسلام آباد تک پھیل چکا ہے جو ایک اہم تذویراتی تبدیلی ہے۔

جنرل مشرف کو امریکیوں نے وزیرستان کے جال میں پھنسایا تھا۔انہیں بتایا گیا تھا کہ راولپنڈی میں ان پر کیئے جانے والے قاتلانہ حملوں کا ماسٹر مائنڈ جنوبی وزیرستان میں ہے۔یوں بلا سوچے سمجھے جنوبی وزیرستان میں فوجی آپریشن کی منظوری دے دی گئی جس کے سبب ہزاروں قبائلی قتل ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ وہاں سے ہجرت کر کے ملک کے مختلف علاقوں میں پناہ گزیں ہو گئے۔یہ عمل ابھی تک جاری ہے۔ان اندرون ملک بے گھر کیئے جانے والوں کی صفوں میں مسلح انتہا پسند بھی شامل ہو کر کراچی‘ پشاور‘ کوئٹہ اور لاہور میں پناہ گزیں ہو گئے ہیں اور

مختلف منفی کاروائیوں میں ملوث ہیں۔حالیہ دنوں میں شمالی وزیرستان میں کی جانے والی فوجی کاروائی کے بعد بھی تقریباً پندرہ سو خاندان وہاں سے ہجرت کر کے خیبر پختون خواہ کے شہروں اور قصبوں میں پناہ گزیں ہو چکے ہیں۔ اس صورت حال میں اگر شمالی وزیرستان میں بھرپور فوجی آپریشن کیا گیا تو بے گھر ہونے والوں کا سیلاب آئے گا اور امن وامان کی صورت حال انتہائی بگڑ جائے گی جسے سنبھالنا ناممکن ہوگا۔

عام طور پر یہی تاثر دیا جاتا ہے کہ تحریک طالبان پاکستان قابل اعتبار نہیں لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ ان کے ساتھ متعدد مواقع پر دھوکا کیا گیا۔۲۰۰۴ء میں جب کہ معاہدہ طے پا چکا تھا تو دوسرے ہی دن مولوی نیک محمد کو ڈرون حملے میں مار دیا گیا۔ایسی ہی کاروائی تین مرتبہ دہرائی گئی اور بیت اللہ محسود' حکیم اللہ محسود اور ولی الرحمٰن کو قتل کر کے مفاہمتی عمل کو سبوتاژ کیا گیا۔فوجی قیدیوں کے تبادلے اور معاوضے کی ادائیگی کا بھی ایک معاہدہ طے پایا تھا جس میں 300 فوجی قیدی تو رہا کرا لئے گئے لیکن معاوضے کی ادائیگی نہیں کی گئی۔اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے خیبر پختون خواہ کے گورنر لیفٹیننٹ جنرل اورکزئی نے استعفیٰ دے دیا تھا۔تین اور مواقع پر قیدیوں کے تبادلوں کے معاہدے طے پائے تھے جن کے تحت طالبان نے ہمارے قیدیوں کو رہا کر دیا تھا لیکن بدلے میں طالبان قیدیوں کو رہا نہیں کیا گیا۔

ایک پیچیدگی لوگوں کے ذہن میں اور بھی ہے۔ وہ افغان طالبان کی قوت کو تحریک طالبان پاکستان کا پشت پناہ سمجھ رہے ہیں جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔افغان طالبان ایک اور ہی قوت کے نمائندے ہیں جس نے اب تک دنیا کی بڑی قوتوں کو شکست دی ہے۔ یہ قوت پختون قوت ہے جو کوہ ہندوکش سے لے کر کراچی تک پھیلی ہوئی ہے۔ جب امریکہ' افغانستان سے نکلے گا تو یہ قوت امت مسلمہ کا ہراول دستہ ہوگی۔ اسلام کے دشمن اس قوت سے خوف زدہ ہیں اور اسے ایک دوسری قوت' شیعہ قوت سے لڑانا چاہتے ہیں جو ایران' عراق' شام' بحرین کے علاوہ سعودی عرب' خلیجی ممالک اور پاکستان میں اقلیت کی صورت میں موجود ہے۔ اسلام دشمن ہر جگہ فرقہ وارانہ تصادم دیکھنا چاہتا ہے۔پاکستان میں بھی اسی فرقہ وارانہ تصادم کو ہوا دی جا رہی ہے۔ جہاں فرقہ وارانہ تصادم کا حربہ کام نہیں آتا وہاں نسلی عصبیت کو ہوا دی جاتی ہے۔امریکہ ایک ایسے موقع پر جب وہ افغانستان سے شکست کھا کر نکل رہا ہے تو اس کی خواہش ہے کہ اس خطے میں بدامنی رہے اور یوں وہ اپنی شکست کا بدلہ لے سکے۔

پاکستان کو انتہائی مشکل مسائل کا سامنا ہے' ان مسائل کے باوجود ایک نیا محاذ کھولنا کسی طور دانشمندی نہیں ہوگی۔ بہتر یہی ہوگا کہ قیام امن کی خاطر بات چیت کے عمل میں خیبر پختون خواہ کی حکومت کو بھی شامل کیا جائے۔طالبان کی جانب سے قیام امن کیلئے مذاکرات پر آمادگی کے اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے باہمی اعتماد پر مبنی فضا قائم کی جائے تا کہ قیام امن کی کوششیں کامیابی سے ہمکنار ہوں۔قیام امن کی خاطر حکومت کی جانب سے چار رکنی ٹیم کا اعلان

نہایت خوش آئند بات ہے۔ پارلیمنٹ سے ماورا یہ ٹیم وزیر اعظم کی دریافت ہے جس کی ظاہری شکل وصورت بار ریش رہنماؤں سے مختلف ہے۔ اس ٹیم کے اراکین قابل اعتماد اور اہل شخصیات ہیں۔ امید ہے یہ ایک بااختیار ٹیم ہوگی جس سے بہتر کارکردگی کی توقع ہے۔ لازمی بات ہے کہ یہ ٹیم حکومت کی جانب سے طے کردہ اصول وشرائط کے تحت مفاہمت کی بات چیت کرے اور مذاکرات کو کامیاب بنانے میں اپنا رول ادا کرے۔

لازم ہے کہ مسائل کو پرامن طور پر حل کرنے کی راہ اپنائی جائے جس کیلئے ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو اس جنگ سے علیحدہ کرلیں جو ایک سازش اور سفارتکاری کے منفی ہتھکنڈوں کو استعمال کر کے ہم پر تھوپی گئی ہے۔ اس جنگ سے نجات حاصل کرنے کیلئے ہمارے پاس قائداعظم کی اس منطق کی جانب واپس آنے کے علاوہ اور کوئی راستہ موجود نہیں ہے کہ: ''افغانستان کے ساتھ ملحق ہماری سرحدوں کی حفاظت وہاں کے قبائل کی اپنی ذمہ داری ہے۔ یہ ذمہ داری انہیں کو سونپ دو۔''

مکتوبات مشاہیر کے بعد جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا ایک اور علمی روحانی اور دعوتی شاہکار

منبرِ جامعہ حقانیہ سے

خطباتِ مشاہیر

تقریباً پون صدی پر مشتمل عرصہ میں جامعہ حقانیہ میں آئے ہوئے اساطین علم وفضل ومحدثین ومشائخ واکابرین امت ارباب تصوف وسلوک، نامور خطباء ودعاۃ ائمہ رشد وہدایت، مصلحین، سیاسی زعماء، اساتذہ ومشائخ جامعہ حقانیہ کے جامعہ حقانیہ کے منبر ومحراب پر کئے گئے خطبات وارشادات کا مجموعہ جس کی ضبط وترتیب وتبویب اور توضیح وتدوین کا کام

مولانا سمیع الحق مدظلہ

بذات خود انجام دے رہے ہیں۔ ہزاروں صفحات اور دس جلدوں پر مشتمل علم ومعرفت وعظ وارشاد کا یہ عظیم الشان مجموعہ بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے